رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸ معہ
قیمت ششماہی بیرون ہند لعہ

جلد ۲۳ | ۱۵ جمادی الاوّل ۱۳۵۴ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۳۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۳ اگست حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی صحت اچھی ہے۔

صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کی طبیعت بفضل خدا رو بصحت ہے کل صبح درجۂ حرارت ۴ر۹۹۔ اور شام کو ۴ر۱۰۰ تھا۔ احباب خصوصیت سے صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

سیدہ ام طاہر حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کل ۱۲ بجے کی گاڑی سے گھوڑا گلی سے جہاں اپنے بھائی کیپٹن سید حبیب اللہ شاہ صاحب سول سرجن کے پاس تشریف لے گئی تھیں۔ واپس تشریف لا ئیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان کی طبیعت رو بصحت ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

سید عبدالرزاق شاہ صاحب برادر خورد جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ۶ سال کے بعد ۵ ماہ کی رخصت پر نیروبی (افریقہ) سے آئے ہیں۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی کو ڈیرہ بابا نانک اور محمد سلیم صاحب کو تیجا بسلسلہ تبلیغ بھیجا گیا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح ناصری کو زندہ سمجھنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنا ہے

فرمایا:- "دیکھو۔ میں کھول کر کہتا ہوں۔ کہ تم اپنے نفسوں پر رحم کرو اس پیغمبر کی شان میں جو افضل الرسل ہے۔ یہ بے ادبی نہ کرو۔ کہ حضرت مسیح کو اس سے افضل قرار دو۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ آپ کی وفات پر صحابہ کی کیا حالت ہوئی تھی۔ وہ دیوانہ وار پھرتے تھے۔ آپ کی زندگی ان کو ایسی عزیز تھی۔ کہ حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچ لی تھی۔ کہ اگر کوئی آپ کو مردہ کہیگا۔ تو میں اس کا سر اڑا دوں گا۔ اس شور پر حضرت ابوبکرؓ آئے۔ اور انہوں نے آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ کہ آپ پر خدا دو موتیں جمع نہ کرے گا۔ اور پھر یہ آیت پڑھی۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ۔ یعنی آنحضرتؐ بھی ایک رسول ہیں آپؐ سے پہلے جس قدر رسول آئے ہیں۔ سب وفات پا گئے ہیں۔ صحابہؓ نے جب اس آیت کو سُنا۔ تو انہیں ایسا معلوم ہُوا۔ کہ گویا یہ آیت اب اتری ہے۔ انہوں نے معلوم کیا۔ کہ آپؐ کے مقابلہ میں کوئی اور زندہ نہیں ہے۔

تم میں وُہ عشق اور محبت نہیں جو صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی ورنہ تم یہ کبھی روا نہ رکھتے۔ کہ مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل زندہ کہتے۔ میں سچ کہتا ہُوں۔ کہ اگر صحابہؓ کے سامنے اسوقت کوئی کہتا کہ حضرت عیسےٰؑ زندہ ہیں۔ تو اُن میں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا۔ وُہ اس قدر آپؐ کے عشق اور محبت میں فنا شدہ تھے۔ حسان بن ثابت نے اس موقعہ پر ایک مرثیہ لکھا ہے۔ جس میں وُہ کہتے ہیں ؎

کُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ۔ فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ۔ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے میرے پیارے نبی تو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ اور میرے دیدوں کا نُور تھا۔ پس میں تو تیرے مرنے سے اندھا ہو گیا۔ اب تیرے بعد میں دوسروں کی موت کا کیا غم کروں۔ عیسےٰ مرے یا موسیٰ مرے۔ کوئی مرے۔ مجھے تو تیرے ہی مرنے کا غم تھا۔ صحابہؓ کی تو یہ حالت تھی۔ مگر اس زمانہ میں اپنے مونہہ سے اقرار کرتے ہیں کہ نہیں افضل الانبیاء وفات پا گئے۔ اور حضرت مسیح زندہ ہیں۔ افسوس مسلمانوں کی حالت کیا سے کیا ہو گئی ہے"۔ (الحکم ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء)

زلزلہ کوئٹہ کے متعلق انگریزی تبلیغی ٹریکٹ

زلزلہ کوئٹہ کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا تحریر فرمودہ مضمون جو بصورت ٹریکٹ اردو میں چھپوا کر ہزارہا کی تعداد میں شائع کیا جاچکا ہے۔ اب اس کا انگریزی میں ترجمہ کرا کر بہت جلد شائع کیا جائے گا۔ لہٰذا احباب جماعت سے عرض ہے۔ کہ وہ بہت جلد مطلع فرمائیں۔ کہ انگریزی ایڈیشن ان کو کس تعداد میں مطلوب ہے۔ نیز مذہب سے دلچسپی رکھنے والے انگریزی دان اصحاب کے پتے ارسال کئے جائیں۔ تا دفتر براہ راست ان کو ٹریکٹ ارسال کر سکے۔ قیمت لاگت کے مطابق رکھی جائے گی۔ جس کی اطلاع بعد میں دے دی جائے گی۔ لہٰذا احباب بہت جلد تعداد مطلوبہ سے مطلع فرمائیں۔ تا اس کے مطابق چھپوا کر بھیجا جا سکے۔ احباب بیرون ہند سے بھی التماس ہے۔ کہ وہ بھی بہت جلد مطلوبہ تعداد سے دفتر تحریک جدید کو اطلاع دیں۔

انچارج تحریک جدید قادیان

افسوسناک انتقال

ہمیں اس اطلاع سے بے حد افسوس ہوا۔ کہ مولوی محمد امیر صاحب احمدی ڈیرہ وگڑھ۔ آسام جو نہایت مخلص اور پرانے احمدی ہیں۔ ان کی لڑکی گلشن افروز صاحبہ ۶ اگست کو انتقال کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحومہ کا جنازہ پڑھیں۔ اور دعاء مغفرت کریں ؛

ہمیں اس صدمہ میں جناب مولوی صاحب موصوف اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے ؛

نہایت عاجزانہ درخواست دعا

منشی محمد نواب خاں صاحب عرضی نویس لودہراں کے دو نوجوان لڑکے عاشق محمد خاں و صادق محمد خاں جن کی عمر علی الترتیب ۱۹ اور ۲۰ سال ہے۔ ایک مقدمہ قتل میں ماخوذ ہو کر موت کی سزا پا چکے ہیں۔ اب ان کی اپیل ہائی کورٹ میں دائر ہے۔ منشی صاحب موصوف احباب جماعت سے نہایت عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ درد دل سے دعا کی جائے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کے بچوں کو رہائی بخشے ؛

ضلع راولپنڈی کے احمدی احباب توجہ فرمائیں

امید کی جاتی ہے۔ کہ اس وقت تک ضلع راولپنڈی کا ہر احمدی (باستثنائے ملازمین سرکار) نیشنل لیگ کا ممبر بن چکا ہوگا۔ اور جہاں پر دوست زیادہ ہونگے۔ وہاں سکرٹری وغیرہ کا انتخاب بھی ہو چکا ہوگا۔ اگر کہیں ایسا نہیں ہوا۔ تو احباب فوراً نیشنل لیگ کے ممبر بنکر اور عہدہ داروں کا انتخاب کر کے جملہ ممبران نیشنل لیگ کی فہرست راولپنڈی نیشنل لیگ کے سکرٹری منشی فضل عظیم صاحب منشی فاضل (محلہ قطب الدین کوچہ مترپال) کو بھیجدیں۔ تاکہ آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کو اطلاع دی جائے۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر فہرستیں مکمل ہو کر پہنچ جانی چاہئیں

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۳ اگست ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنے والوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے ؛

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	میاں عبد اللہ صاحب ضلع سیالکوٹ	۴	ایس۔ وی عبد القادر صاحب مالابار
۲	سید عاشق حسین صاحب "	۵	قدرت اللہ صاحب لاہور
۳	میاں عنایت اللہ صاحب "	۶	سید غلام عباس صاحب ضلع لائلپور

گوجرانوالہ میں احرار کی درگت

۹ اگست بروز جمعہ مجلس احرار کی طرف سے شہر میں منادی کرائی گئی۔ کہ آج بعد نماز جمعہ جامع مسجد نزد باغ مہاں سنگھ میں شیخ حسام الدین بی۔ اے مسجد شہید گنج کے بارے میں وعظ فرمائیں گے۔ تمام مسلمان تشریف لائیں۔ جب منادی نے چوک نیائیں والہ نزد جامع مسجد اہلحدیث میں یہ منادی کی۔ تو سامعین نے "مجلس احرار ہند مردہ باد" "غداران قوم کو تباہ کردو" عطاء اللہ بخاری حبیب الرحمٰن مردہ باد کے فقرات سے جواب دیا۔ اور احراری لیڈروں کا نام لے لے کر ایسی بے نقط سنائیں۔ کہ الاماں

نماز جمعہ کے بعد شیخ حسام الدین جب سٹیج پر آیا تو اس کا استقبال "احرار مردہ باد" "قومی غداروں کی بات ہم نہیں سننا چاہتے" وغیرہ کلمات سے کیا گیا۔ معاملہ دگرگوں ہوتے دیکھ کر شیخ صاحب منت سماجت کرنے لگے۔ کہ خدا را میری بات سنو۔ پھر آوازیں آنی شروع ہوئیں بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ۔ آخر اسی شور و شر میں دو اشخاص نے حسام الدین سے سوال کیا۔ کہ مجلس احرار ہمارے ان بھائیوں کے متعلق جو مسجد شہید گنج میں شہید ہوئے کیوں یہ کہتی ہے۔ کہ حرام موت مرے۔ حسام الدین نے پہلے تو اس سوال کو ٹالنا چاہا۔ پھر مجبور کرنے پر کہا میں شہید کہتا ہوں۔ اور جو یہ کہتا ہے۔ وہ ملعون حرامی ہے۔ اور مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے

اس دوران میں ایک ریزولیوشن پیش کیا گیا جس پر سامعین نے کہا۔ احراریوں کی طرف سے یہ ریزولیوشن پاس نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ حکومت اور سکھوں سے ملے ہوئے ہیں۔ آخر شور و شر میں جلسہ منتشر ہو گیا ؛

نامہ نگار از گوجرانوالہ

امداد مصیبت زدگان زلزلہ کوئٹہ

نام	رقم
میزان سابقہ	۴۲۵۴-۹-۹
نصیر الدین صاحب پسر ڈاکٹر ولائت شاہ صاحب	۰-۴-۰
محمد سرور شاہ صاحب پسر ڈاکٹر ولائت شاہ صاحب	۰-۲-۰
جماعت احمدیہ چک ۲۳ جنوبی	۱۰-۱-۰
دولت خانصاحب جماعت کاٹھگڑھ	۰-۳-۹
جماعت آبہ معرفت سید لال شاہ صاحب	۴-۱۲-۰
جماعت نواب شاہ معرفت مولوی سعید یوسف صاحب	۶-۰-۰
ڈاکٹر شاہ نواز صاحب افریقہ	۱-۰-۰
مولوی چراغ دین صاحب گورداسپور	۱-۰-۰
فیض اللہ صاحب سرگودہا	۰-۶-۰
پیر محمد اکبر علی صاحب گوبیکی	۱-۰-۰
محمد عبد المجید صاحب بھیتی شرقپور	۱-۰-۰
جماعت پرتھ آسٹریلیا معرفت شیر محمد صاحب	۳۱-۲-۰
ڈپٹی آصف زمان صاحب گونڈہ	۵-۰-۰
سکریٹری انجمن احمدیہ کنانور	۰-۸-۰
ڈاکٹر کرم الدین صاحب دولت نگر	۲-۰-۰
محمد ظہیر الدین صاحب مین پوری	۱-۰-۰
مرزا عبد اللہ بیگ صاحب مالیر کوٹلہ	۰-۸-۰
جماعت منڈی معرفت محمد یوسف صاحب	۴-۱-۰
محمد امیر صاحب عجا کا بھٹیاں	۰-۸-۰
جماعت چار کوٹ معرفت الف دین صاحب	۴-۰-۰
ایم عبد المجید صاحب گجرات	۱-۲-۰
شیخ فضل محمد صاحب محلہ دار العلوم قادیان	۵-۱۰-۹
جماعت کھاریاں معرفت محمد خانصاحب	۳-۱۲-۰
جماعت سنور	۰-۱۳-۰
میزان کل	۴۳۴۸-۱-۹

ناظر بیت المال قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے کی شاندار مثال

جماعت احمدیہ کی دین کیلئے بے نظیر مالی قربانی

جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کی فتنہ انگیزیاں اور ستم شعاریاں جماعت کے مخلصین کے لئے جس صفائی اور خوبی کے ساتھ ع

عدو شرے برانگیزد کہ خیرے مادراں باشد

کی مصداق بنی ہیں۔ اس کی مثال کسی اور جگہ نظر آنا محال ہے۔ احراری جُوں جُوں شرارتوں میں بڑھتے جارہے ہیں۔ جماعت احمدیہ جانی اور مالی قربانیوں میں آگے ہی آگے قدم بڑھارہی ہے۔ ہر تکلیف ہر مصیبت اور ہر دکھ مخلصین کو حیران اور بے دل کرنے کی بجائے ان کی رفتار کو اور زیادہ تیز کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ ہر زخم جوان کے سینہ پر لگایا جارہا ہے۔ اور ہر چرکہ جوان کے قلب کو پہونچ رہا ہے۔ اس سے ان کا خُون کم نہیں ہوتا۔ بلکہ خُون میں نئی حرکت پیدا کر دیتا ہے۔ اور وُہ زیادہ سُرعت کے ساتھ اس منزل مقصود کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ جسے اپنی زندگی کا اصل مدعا سمجھتے ہیں ؛

جماعت احمدیہ کے اخلاص اور ایثار میں ترقی کرنے کا ایک ثبوت اس مالی تحریک کی کامیابی سے مل سکتا ہے۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کی غیر معمولی مخالفت کے اندفاع کی جدوجہد کرنے کے اخراجات مہیا کرنے کے لئے فرمائی۔ حضور نے مختلف ضروریات کا سرسری اندازہ لگا کر ان کے لئے ½ ۲۷ ہزار روپیہ ایک سال میں جمع کرنے کا جماعت کو ارشاد فرمایا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک طرف تو یہ ارشاد فرما دیا۔ کہ اس رقم کے پورا کرنے میں وُہی اصحاب حصہ لے سکیں گے۔ جو ۱۵ جنوری تک نقد یا وعدہ کی صورت میں رقم کی اطلاع بھیج دیں۔ اس کے بعد سوائے بعض مستثنیات کے نہ کوئی نقد رقم قبول کی جائے گی۔ اور نہ وعدہ۔ اور دوسری طرف یہ اعلان کر دیا۔ کہ کوئی دوست اس چندہ کی تحریک کے لئے دُوسرے پر اصرار نہ کریں۔ پھر یہ بھی حکم تھا۔ کہ اس تحریک کا معمولی چندوں پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ اور ان میں کوئی کمی نہ آنی چاہیئے ؛

ان پابندیوں کے ساتھ جب تاریخ مقررہ ختم ہوئی۔ تو جماعت نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہُوئے قربانی و ایثار کا جو شاندار ثبوت پیش کیا۔ وُہ یہ تھا۔ کہ ساڑھے ستائیس ہزار کی رقم کے مقابلہ میں جسے ایک سال کے عرصہ میں مہیا کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ ۳۳ ہزار روپیہ نقد دو اڑھائی ماہ کے اندر اندر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے قدموں میں ڈال دیا گیا۔ اور وعدے ملاکر مطالبہ سے چار گنا زیادہ رقم ہوگئی ؛

فنانشل سکرٹری صاحب تحریک جدید کے ایک اعلان سے جو ۷ اگست کے الفضل میں شائع ہوچکا ہے۔ یہ معلوم کرکے ہر ایک احمدی نے خوشی اور مسرت محسوس کی ہوگی۔ کہ گذشتہ ۹۔ ماہ کے عرصہ میں جماعت احمدیہ کے مخلصین ۷۴ ہزار ۵ سو تین روپے ۷ آنے ۹۔ پائی چندہ تحریک جدید میں۔ اور ۴۱ ہزار ایک سو ۸۵ روپے ۱۴ آنے ۳۔ پائی تحریک امانت جائداد میں داخل خزانہ کرا چکے ہیں۔ گویا نومبر ۳۴ء سے لے کر جولائی ۳۵ء تک ۹ ماہ کے عرصہ میں جماعت احمدیہ ایک لاکھ پندرہ ہزار چھ سو اٹھانوے روپیہ ۶۔ آنے نقد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر چکی ہے۔ اور اپنے مستقل چندے باقاعدہ ادا کرنے کے باوجود بغیر کسی اصرار کے خود بخود پیش کر چکی ہے ؛

خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی و ایثار اور اپنے امام کی آواز پر فداکاری کا ثبوت پیش کرنے کی یہ ایسی عظیم الشان مثال ہے۔ جو یقیناً ان معاندین کی آنکھیں کھولنے کا موجب بن سکتی ہے۔ جن کا دعوےٰ ہے کہ وُہ احمدیت کو مٹانے کے لئے گھروں سے نکلے ہیں۔ اور جنہیں حکومت پنجاب کی بہت کچھ تائید اور حمایت حاصل ہونے کا فخر ہے۔ انہیں سُن لینا چاہیئے۔ وُہ جماعت جو خواہ کس قدر قلیل اور کتنی ہی نادار کیوں نہ ہو۔ یہ تہیّہ کرلے۔ کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دے گی۔ اسے دُنیا کی کوئی طاقت نہ مٹا سکتی ہے۔ اور نہ مغلوب کر سکتی ہے۔ اسے مصائب و مشکلات میں مبتلا کیا جا سکتا ہے۔ اور اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے جا سکتے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ اسے کندن بنانے اس کی خوبیاں ظاہر کرنے اور خدا تعالیٰ کی برگزیدہ جماعت ثابت کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ایسا ہی اس وقت جماعت احمدیہ کے متعلق ظہور میں آ رہا ہے اور جماعت احمدیہ کی شاندار مالی قربانی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ دین کے مقابلہ میں دنیا کی مال و دولت اس کی نگاہ میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔

اس موقعہ پر یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت نے اس وقت تک ایک لاکھ سے زائد نقد رقم جو پیش کی ہے اس میں ۴۱ ہزار ایک سو ۸۵ روپے ۱۴ آنے ۳۔ پائی کی وُہ رقم بھی شامل ہے جو امانت فنڈ میں جمع کی گئی ہے۔ اور یہ فنڈ اس رقم سے بالکل الگ ہے۔ جس کے مہیا کرنے کا احباب جماعت نے وعدہ کیا تھا۔ اور جو ایک لاکھ دس ہزار کی رقم ہے۔ گویا موعودہ رقم میں سے ابھی تیس ہزار کی رقم قابل وصول ہے۔ اور یہ ۳۰۔ اکتوبر تک لازمی طور پر پوری ہو جانی چاہیئے۔

ہم جانتے ہیں۔ کہ تحریک جدید میں چندہ دینے کا وعدہ لکھانے والے احباب کو خود خیال ہوگا۔ کہ مقررہ میعاد کے اندر اندر اپنی رقم پوری کر دیں۔ اور وہ اس کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ لیکن ہم اس نیک کام کے متعلق یاد دہانی کرنے کے ثواب کے مستحق بننے کے لئے یہ سطور لکھ رہے ہیں۔ کہ ہر وُہ احمدی جس نے تحریک جدید میں حصہ لینے کا وعدہ کیا۔ اسے ضرور یہ وعدہ پورا کرنا چاہیئے۔ اور میعاد مقررہ کے اندر اندر پورا کرنا چاہیئے۔ تا کوئی یہ نہ کہہ سکے۔ کہ جماعت احمدیہ میں کوئی ایسا شخص بھی پایا جا سکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال کا قلیل حصہ دینے کا وعدہ کرکے پھر اسے ایفا کرنا بھول جاتا ہے۔ مومن کی شان کے تو یہ بھی شایاں نہیں۔ کہ وُہ کسی انسان سے جو وعدہ کرے۔ اسے ایفا نہ کرے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک مومن کو وُہ وعدہ بھول جائے۔ جو اس نے خدا تعالیٰ کے دین کے متعلق خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ اور اپنے محبوب امام سے کیا ہو۔ یہ قطعاً محال امر ہے ؛

پس وُہ احباب جن کے ذمہ تحریک جدید کی موعودہ رقم میں سے بقایا ہو۔ انہیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد ادا ہو جائے۔ اور ۳۰۔ اکتوبر تک تو ضرور ادا ہو جانی چاہیئے ؛

احرار اور سکھ

احراری لیڈر جو کل تک مسلمانوں کو مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں یہ کہہ کر خوف زدہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہ "مسجد کی بحالی کے لئے انگریز کی گولی۔ سکھ کی کرپان ہندو کے سرمایہ کا مقابلہ کرنا ہوگا" (مجاہد ۷ اگست) وُہ آج اپنی ہوا اُکھڑی ہُوئی دیکھ کر سکھوں کی "سورمائی" کا مضحکہ ان الفاظ میں اڑا رہے ہیں "جس سکھ سورما قوم نے مسجد شہید گنج کو فوج کی سنگینوں کے پہروں میں گرا کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر دیا ہے۔ اسی سورما قوم کی طرف سے گذشتہ دنوں سوپور کشمیر میں ایک حرم سالار کے بارے میں جب جتھہ بازی شروع کی گئی اور اسی سلسلہ میں ماسٹر تارا سنگھ امرتسر والے بھی سرینگر پہنچے ہُوئے تھے تو اب ۳ اگست کی خبر ہے کہ کشمیر میں سکھوں کی سورمائی حکومت کے قانون کے سامنے دھری [illegible]

فرقہ بہائیہ کے خلافِ اسلام اور مشرکانہ عقائد

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور انبیاءِ سابقین کی توہین

(۲)

عام لوگوں کو دھوکا میں مبتلا رکھنے اور اپنے دامِ تزویر میں سادہ لوح مسلمانوں کو پھانسنے کے لئے بہائی تقیہ کے ماتحت جو ان کا مسلمہ اصل ہے۔ یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم پر ہمارا ایمان ہے۔ اور ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدا اور خاتم النبیین مانتے ہیں۔ مگر حقیقت شناس لوگوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ بہائیت کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں "زمیندار" کے بہائی مضمون نگار نے بھی طریق اختیار کرتے ہوئے بہائیوں کے متعلق لکھا ہے "وہ کھلے بندوں اپنے آپ کو بہائی کہتے ہیں۔ حضرت نبی کریمؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور قادیانیوں کی طرح مسلمانوں کے شوقِ دینی کو بھڑکا کر ان کی جیبوں پر ڈاکہ نہیں ڈالتے"۔ ان سطور میں دو امر بیان کئے گئے ہیں۔ اول یہ کہ بہائی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ آیا واقعہ میں بہائیوں کا وہی عقیدہ ہے۔ جو برنگ تقیہ بہائی مضمون نگار نے بیان کیا۔ یا کچھ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدا وپیشوا اور ہادی و مرسل بلکہ سید الانبیاء و خاتم الانبیاء ماننے کا جہاں تک تعلق ہے۔ بلا خوف لومۃ لائم کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس میں ذرہ بھر بھی سچائی نہیں:

اس فرقہ مشرکہ کا بانیٔ اول علی محمد باب ہے اس کی نسبت بہاء اللہ اپنی کتاب ایقان صفحہ ۲۰۵ میں لکھتا ہے۔ "قدر و رتبہ آنحضرت را ملاحظہ فرما۔ کہ قدرش اعظم از کل انبیاء و امرش اعلیٰ و ارفع از عرفان و ادراک کل اولیاء است" علی محمد باب کے اس درجہ و مرتبہ کو دیکھو کہ تمام انبیاء سے بڑھ کر آپ کا درجہ ہے۔ اور دنیا کے تمام اولیاء کے عرفان و ادراک سے آپ کا پایہ بہت اونچا اور بلند ہے۔ اس جگہ صریح الفاظ میں باب کو تمام انبیاء و رسل سے جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔ افضل و اعلےٰ قرار دیا گیا ہے جو کھلا کفر ہے۔ اسی طرح کتاب ادعیۂ محبوب کے صفحہ ۱۹۵ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ انک لسلطان بالمرسل کہ علی محمد باب تمام رسولوں کا بادشاہ ہے۔ دوسری طرف الواح مبارکہ صفحہ ۱۹۰ میں باب کا یہ قول بہاء اللہ نے نقل کیا ہے کہ محمد رسول لامبعوث سے فرمودیم۔ کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی میں نے ہی مبعوث کیا تھا۔ پھر علی محمد باب کے متعلق جسے قائمِ آلِ محمد کا خطاب دیا گیا ہے۔ ایقان صفحہ ۲۱۲ میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے تمام انبیاء و اولیاءؑ نے آج تک صرف ایک حصہ علم کا دنیا میں پھیلایا تھا۔ مگر علی محمد باب علم کے چھبیس حصوں کی اشاعت کے لئے مبعوث ہوا ہے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان الفاظ میں اپنے دعوے کی بڑائی بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ جب دنیا کے تمام انبیاء و اولیاء مل کر صرف ایک حصہ علم کی اشاعت کر سکے۔ اور علی محمد باب کے لئے چھبیس علوم کی اشاعت مقدر تھی۔ تو لازماً علی محمد باب تمام انبیاء اور رسل سے بزعم بہائیاں ۲۶ درجے بڑھ کر ہوا:

علی محمد باب کے بعد مرزا حسین علی المعروف بہ بہاء اللہ کو دیکھا جائے۔ تو وہ بھی اپنے آپ کو تمام انبیاء و رسل سے بڑا قرار دیتے۔ حتیٰ کہ خدا ہونے کے مدعی ہیں۔ دعویٔ الوہیت کا ثبوت تو پیش کیا جا چکا ہے۔ اب وہ حوالجات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن سے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کے دعوے کا استنباط ہوتا ہے۔

عبد البہا جو بہاء اللہ کا جانشین گزرا ہے۔ اپنی کتاب مفاوضات صفحہ ۱۲۷ میں لکھتا ہے کہ "جمیع ایامے کہ آمد و رفتہ است ایام موسیٰ بودہ ایام مسیح بودہ۔ ایام ابراہیم بودہ وہمچنیں ایام سائر انبیاء بودہ۔ اما آں یوم یوم اللہ است"۔ یعنی بہاء اللہ سے پہلے جو زمانہ کسی نبی کا گذرا ہے۔ وہ صرف اس نبی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ موسیٰ کا زمانہ تھا حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ حضرت مسیح کا زمانہ تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ حضرت ابراہیم کا زمانہ تھا۔ اسی طرح جس جس زمانہ میں کوئی نبی گذرا ہے وہ اس نبی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ مگر یہ زمانہ جو بہاء اللہ کا ہے۔ یوم اللہ کہلاتا ہے۔ یعنی خدا کا دن جس میں خدا خود آسمان سے اتر کر آگیا:

عبد البہاء کی گواہی کے بعد اب بہاء اللہ کی اپنی گواہی ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتا ہے۔ ھذا یوم لو ادرکہ محمد رسول اللہ لقال قد عرفناک یا مقصود المرسلین ولو ادرکہ الخلیل لیضع وجھہ علی التراب خاضعاً للہ ربک ولیقول قد اطمئن قلبی یا الٰہ من فی ملکوت السموات والارض .... ولو ادرکہ الکلیم۔ لیقول لک الحمد بما ارتیتنی جمالک وجعلتنی من الزائرین (کتاب مبین صفحہ ۱۲۵) یعنی خدا کا یہ وہ دن ہے کہ محمد رسول اللہ نے جو یہ فرمایا تھا۔ ما عرفناک حق معرفتک۔ اے خدا جیسے تجھے پہچاننے کا حق ہے۔ اس طرح ہم نے تجھ کو نہیں پہچانا اگر وہ یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی میرے زمانہ کو پالیتے۔ تو فوراً کہہ اٹھتے۔ کہ اے رسولوں کے مقصود ہم نے تجھ کو پہچان لیا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قرآن مجید میں یہ قول درج ہے۔ کہ رب ارنی کیف تحی الموتیٰ۔ اے خدا مجھ کو دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کیا کرتا ہے۔ اور اس کا جواب یہ ملا تھا۔ کہ اولم تؤمن۔ اے ابراہیم کیا تو اس بات پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور حضرت ابراہیم نے عرض کیا تھا۔ کہ بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی اے خدا میرا یہ سوال اس غرض سے ہے۔ کہ تا میرا اطمینان اور سکون قلب زیادہ ہو لیکن اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام میرے اس زمانہ میں ہوتے۔ تو وہ اپنی پیشانی زمین پر رکھ کر اقرار کرتے۔ کہ اے زمین آسمان کی بادشاہت کے مالک اب میرا دل مطمئن ہو گیا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔ رب ارنی انظر الیک۔ اے خدا تو مجھے اپنا دیدار دکھا۔ اور یہ جواب ملا تھا۔ کہ لن ترانی۔ کہ اے موسےٰ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن اگر موسےٰ علیہ السلام میرے اس زمانہ کو پا لیتے۔ تو ان کی یہ آرزو بھی پوری ہو جاتی۔ اور وہ صاف کہتے۔ کہ اے خدا تیری حمد ہو کہ تو نے مجھے اپنا جمال دکھایا اور اپنی زیارت کرنے والوں میں سے بنایا یہ حوالہ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ بہاء اللہ کے نزدیک ہر نبی کو جس بات کی خواہش اپنے زمانہ میں رہی۔ اگر وہ نبی بہاء اللہ کا زمانہ پا لیتے۔ تو ہر ایک کی آرزو پوری ہو جاتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر بہاء اللہ کو دیکھ لیتے۔ تو انہیں خدا تعالیٰ کا دیدار ہو جاتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہاء اللہ کو دیکھ لیتے۔ تو وہ جس اطمینان قلب کے آرزو مند تھے۔ وہ انہیں حاصل ہو جاتا۔ اور نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فداہ روحی بہاء اللہ کو دیکھ لیتے۔ تو آپ یہ نہ کہتے کہ ما عرفناک حق معرفتک۔ اے خدا جیسے تجھے پہچاننے کا حق ہے۔ اس طرح ہم نے تجھے نہیں پہچانا۔ بلکہ ما عرفنا کی جگہ عرفنا کہتے اور اقرار کرتے کہ ہر رسول کا مقصود اور مطلوب اے بہاء اللہ تو ہی تھا۔ اور اب خدا تعالےٰ کی معرفت مجھے حاصل ہو گئی۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ باب اور بہاء اللہ کے ان دعاوی کے ہوتے ہوئے بہائی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ بلند کا کچھ بھی پاس کر سکتے۔ اور آپ کی عزت و حرمت کا خیال رکھ سکتے ہیں۔ یا باب اور بہاء اللہ کے دل میں انبیاء سابقین بالخصوص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی عزت و عظمت تھی بہاء اللہ تو یہاں تک اپنے دعووں میں بڑھ گیا کہ لکھتا ہے۔ قد ارتفعت ایادی الرسل للقائی (کتاب مبین صفحہ ۴۹) تمام رسولوں کے ہاتھ ہمیشہ میری زیارت کے لئے اٹھتے رہے۔ پھر وہ لکھتا ہے۔ آج تک جس قدر کتب خدا تعالیٰ نے اتاری ہیں۔ وہ میرا ذکر کرنے کے لئے ہی اتاری تھیں۔ جیسا کہ کہتا ہے۔ ما نزلت الکتب الا لذکری (مبین صفحہ ۴۹) کہ نزول کتب سے صرف میری ذات کا ذکر کرنا مقصود تھا۔ اسی طرح مبین صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے۔ کہ ظھر بشان ما ظھر فی الابداع شبھہ کما رأیتم وسمعتم۔ یعنی بہاء اللہ اس شان سے ظاہر ہوا ہے۔ کہ وہ بے نظیر ہے۔ مبین سورۂ ہیکل میں آتا ہے۔ کہ تعترضون علی الذی شعرۃ منہ خیر عند اللہ ممن فی السموات والارض کہ تم اس پر اعتراض کرتے ہو۔ جس کا ایک ایک بال خدا کے نزدیک آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوقات سے بہتر ہے۔ مبین صفحہ ۲۱۵ میں ہے کہ لولاہ ما نزل الوحی فی ازل الآزال۔ کہ اگر بہاء اللہ نہ ہوتا تو ازل سے ابد تک کسی پر بھی وحی کا نزول

پنجاب میں پنچایتی نظام جاری کرنے کے متعلق حکومت کی کوشش

عام افسروں اور مجسٹریٹوں کا عدم تعاون

حکومت کی خواہش

پنجاب میں پنچایتوں کے نظم و نسق کی سالانہ کارگزاری بابت ۳۴-۱۹۳۳ء کا جو خلاصہ حکومت پنجاب کے "محکمہ اطلاعات" نے مرتب کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت اس بات کی خواہشمند ہے۔ کہ پنجاب میں پنچایتی نظام وسعت اختیار کرے۔ اور لوگ سرکاری عدالتوں میں مقدمات لے کر مالی بار برداشت کر کے مفلوک الحال بننے کی بجائے پنچایتی طور پر اپنے مقدمات کا تصفیہ کرایا کریں۔

امرا اور رہنماؤں کی مخالفت

رپورٹ میں یہ ذکر کرنے کے بعد کہ "راولپنڈی ڈویژن میں پنچایتی اعتبار سے تین پسماندہ علاقے ہیں۔ یعنی شاہ پور جہاں کوئی پنچایت موجود نہیں۔ میانوالی جہاں صرف دو پنچایتیں ہیں۔ اور جہلم جہاں آٹھ ہیں"

اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ "یہاں دھڑہ بندیاں ہیں۔ لیکن پنچایتی مشین کی حرکت میں جو شے حائل ہے۔ وہ اس علاقہ کے امرا و رہنماؤں کی مخالفت ہے۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ دیہاتی رقیبوں کے تنازعوں میں سب سے زیادہ دخل و رسوخ ہمیں حاصل رہا ہے۔ اور دستوری نظام کے قیام سے جب پنچایتیں معرضِ وجود میں آئیں گی۔ تو ہمارے کامیاب حریف پیدا ہو جائیں گے"

اور لکھا گیا ہے۔ کہ "حکومت کو واثق امید ہے کہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان ان اضلاع کے سربرآوردہ اشخاص کو پنچایتی نظام کے فوائد کا یقین دلانے کی حتے المقدور کوشش کریں گے"

ٹیکس لگانے کی تحریک

پنچایتوں کو مؤثر اور مفید بنانے کے لیے اس بات کی پُرزور تحریک کی گئی ہے کہ پنچایتیں اپنے اپنے حلقہ کے لوگوں پر ٹیکس لگا کر کافی سرمایہ مہیا کریں۔ چنانچہ کمشنر لاہور ڈویژن کی اس رائے سے پورا پورا اتفاق کیا گیا ہے۔ کہ

"جب تک پنچایتیں قانون کے ماتحت سرمایہ جمع کرنے سے گریز کریں گی۔ صحیح ترقی کی امید رکھنا عبث ہے۔ دیہاتی اصلاح خود گاؤں والوں پر موقوف ہے۔ اور اگر پنچایتیں اس حقیقت کو نہ سمجھیں۔ اور اپنے افراد کو اپنی مدد آپ کرنے کا گُر نہ سکھائیں۔ تو صحیح تعمیری کام نہیں ہو سکے گا۔ اہلِ دیہہ کو یہ بتانا ضروری ہے کہ اگر انہیں مجلسی زندگی کی معمولی ضروریات حاصل کرنے کی خواہش ہے۔ مثلاً صفائی۔ حفظانِ صحت بہم رسانی آب۔ طبی امداد اور روشنی کا انتظام۔ تو یہ چیزیں اسی وقت میسر آسکتی ہیں۔ جب وُہ اپنے آپ پر تھوڑا بہت ٹیکس عائد کریں۔ ریاست میسور میں جہاں ہندوستان بھر میں سب سے زیادہ کامیاب تجربہ پنچایتی نظام کے متعلق ہوا ہے۔ گاؤں والوں کو ان معاشرتی سہولتوں کے فوائد کا علم ہے۔ اور وُہ ان کی خاطر بڑی خوشی سے معمولی ٹیکس دینا منظور کر لیتے ہیں"

عدالتی نظم و نسق

پنچایتوں کے عدالتی نظم و نسق کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"پنچایتوں نے جن مقدمات دیوانی و فوجداری کا فیصلہ کیا۔ ان میں نمایاں تخفیف ہوئی۔ اس تخفیف کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ گاؤں والے پنچایتوں کو دراصل ایک سنجیدہ اور باقاعدہ نظام سمجھتے ہیں۔ اور یہاں معمولی مقدمے پیش کرنا بے سود خیال کرتے ہیں۔ فوجداری مقدمات کی تعداد میں کمی کے باوجود سزا یافتہ اشخاص کی تعداد ۱۱۰۸ سے ۱۲۳۱ تک پہنچ گئی۔ دیوانی ڈگریوں کی تعداد میں تھوڑی سی کمی ہوئی۔ مجسٹریٹوں نے زیر دفعات ۳۲۳۔ اور ۵۰۴۔ جن مقدمات کو پنچایتوں کے سپرد کیا۔ اُن کی تعداد برائے نام تھی۔ اور حکومت نے مجسٹریٹ صاحبان کی توجہ اس امر کی طرف معطوف کرائی ہے۔ کہ ایسے مقدمات کا پنچایتوں کے سپرد کر دینا قرینِ مصلحت ہے۔ زیر دفعہ ۱۳ الف قانون پنچایت مشترکہ پنچایتوں کے ذریعہ مقدمات کی مکرر سماعت کے متعلق درخواستوں کی تعداد ۱۲ سے ۱۹ تک دیوانی مقدموں میں بڑھ گئی۔ اور فوجداری مقدموں میں ۷۷ سے گھٹ کر ۱۲۔ رہ گئی"

مجسٹریٹوں کا طریق عمل

اس سے ظاہر ہے۔ کہ پنچایتیں دیوانی کے علاوہ فوجداری مقدمات میں بھی فیصلے دے سکتی اور دیتی رہی ہیں اور ان دونوں قسم کے مقدمات کے فیصلوں میں پہلے کی نسبت سال زیر رپورٹ میں تخفیف کو حکومت نے بہ نظر پسندیدگی نہیں دیکھا۔ اور اس تخفیف کی ایک وجہ یہ قرار دی گئی ہے۔ کہ مجسٹریٹوں نے پنچایتی عدالتوں کے سپرد وُہ مقدمات نہیں کئے۔ جو انہیں کرنے چاہیئے تھے۔ اور حکومت نے ضرورت محسوس کی ہے۔ کہ مجسٹریٹوں کو اس طرف توجہ دلائے۔

یہ اس بات کا صاف اور بیّن ثبوت ہے کہ پنچایتی نظام کے رستہ میں جسے جاری کرنے کی حکومتِ پنجاب خواہش مند ہے۔ اور روکاوٹوں کے علاوہ مجسٹریٹوں کی ناجائز اقتدار پسندی کو بھی کافی دخل ہے۔ اور اس رپورٹ میں جو الفاظ راولپنڈی ڈویژن کے ان امرا و راہنماؤں کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔ جو پنچایتی مشین کی حرکت میں حائل ہیں۔ اور جو یہ ہیں۔ کہ

"وُہ سمجھتے ہیں۔ کہ دیہاتی رقیبوں کے تنازعوں میں سب سے زیادہ دخل و رسوخ ہمیں حاصل رہا ہے۔ اور دستوری نظام کے قیام سے جب پنچایتیں معرضِ وجود میں آئیں گی تو ہمارے کامیاب حریف پیدا ہو جائیں گے"

یہ ان مجسٹریٹوں کے متعلق زیادہ عمدگی سے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ جو پنچایتوں کے سپرد مقدمات نہیں کرنا چاہتے۔

پنچایتوں کا کام

باوجود ان حالات کے پنچایتوں کے کام کے متعلق حکومت کی رائے یہ ہے۔ کہ

"ایک درخشاں حقیقت یہ ہے۔ کہ بہ حیثیت مجموعی پنچایتوں نے فوجداری اور دیوانی نوعیت کا عدالتی کام کثیر مقدار میں انجام دیا ہے۔ اس کام کی قدر کا اندازہ روپیہ کی صورت میں نہیں لگایا جا سکتا۔ لیکن عملی طور پر جب کام باقاعدہ تنخواہ دار عملہ سے پنچایتوں کو منتقل کیا جاتا ہے۔ تو مقامی حکومت کی مالی ذمہ داری اسی تناسب سے گھٹ جاتی ہے۔ اور فریقین مقدمہ کو کم قیمت پر فوری انصاف حاصل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ کام تھوڑا ہے۔ لیکن بہر حال یہ کام ہے۔ اور اس سے بہتر نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے"

گویا حکومت پنچایتی نظام عدالت اس لئے جاری کرنا چاہتی ہے۔ کہ فریقین مقدمہ کو کم قیمت پر فوری انصاف حاصل ہو جائے اور پنجاب ایسے علاقہ میں جہاں مقدمہ بازی نے لوگوں کو قلاش بنا رکھا ہے۔ اور جہاں انصاف حاصل کرنے کی کوشش کرنا ناقابلِ برداشت اخراجات چاہتا ہے۔ اس طریق کو جاری رکھنا اور وسعت دینا نہایت ضروری ہے۔

کمشنر صاحب انبالہ کی رائے

کمشنر صاحب انبالہ ڈویژن نے اس بارے میں نہایت اہم رائے ظاہر کی ہے۔ جو یہ ہے کہ

"متعدّد اضلاع میں حوصلہ فرسا نتائج کے باوجود اس نظام کو جاری رکھنا ضروری ہے۔ اور اس امر کی انتہائی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ گاؤں میں چھوٹے چھوٹے دیوانی اور فوجداری مقدموں کا فیصلہ لوگوں کے نمائندے کریں۔ ایک غیر نیابتی نظام کو ایک ایسے نظام میں جہاں معاملات کا انصرام منتخب نمائندوں سے کیا جاتا ہے۔ منتقل ہونے کے لئے ایک طویل عرصہ درکار ہے خاص کر ہمارے دیہات کی یہی حالت ہے۔ اس کام میں دقتیں حائل ہیں۔ اور عام افسر حوصلہ افزائی کی بجائے نکتہ چینی پر زیادہ مائل نظر آتا ہے لیکن ان مشکلات کے باوجود بعض پنچایتوں نے خاص حدود کے اندر مفید کام کیا ہے"

ان الفاظ میں جہاں پنچائتی نظام کی اہمیت اور ضرورت کا ذکر مؤثر الفاظ میں کیا گیا ہے۔ وہاں اس حقیقت کے چہرہ سے ایک بار اور نقاب کشائی کی گئی ہے کہ عام سرکاری افسر حوصلہ افزائی کی بجائے نکتہ چینی پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ تاکہ پنچائتی نظام کامیاب نہ ہوسکے۔ اور ان کے حلقہ اقتدار میں کمی نہ آئے۔ خواہ رعایا کو کس قدر تکالیف اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔

ناقابل فہم مصلحت

رپورٹ میں اس امر کو "قرین مصلحت" قرار دیا گیا ہے۔ کہ "بڑے بڑے دیہات میں کام شروع کرنے سے پیشتر چھوٹے چھوٹے گاؤں میں یا ان کو ملا کر کام شروع کیا جائے"۔ مگر یہ مصلحت ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ چھوٹے دیہات حکومت کی عدم توجہی کی وجہ سے عام طور پر جہالت میں مبتلا ہیں۔ اور ان میں لکھے پڑھے افراد الشاذ کالمعدوم کے مصداق ہیں۔ اس وجہ سے وہاں پنچائت سسٹم کا کامیاب ہونا بہت مشکوک ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جہاں تعلیم یافتہ لوگ ہوں۔ کام کرنے کی قابلیت رکھتے ہوں۔ وہاں پنچائتی سسٹم پہلے جاری کیا جائے۔

قدیم طرز کی پنچائتیں

رپورٹ میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ "بہت سے اضلاع میں قدیم طرز کی پنچائتیں موجود ہیں۔ جو اپنے کام کو مدت سے کامیاب طریق پر کر رہی ہیں۔ گو قانونی پنچائتوں کے مقابلہ میں ان کا دائرۂ عمل زیادہ محدود ہے۔ ان پنچائتوں کے طریق کار کا گہرا مطالعہ ضروری ہے۔ اور پنچائتی افسروں کو بہ نظر احتیاط دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا ان پنچائتوں کو قدیم طرز پر رہنے دیا جائے۔ یا ان کی بجائے نئے طرز کی پنچائتیں قائم کی جائیں"۔

ان الفاظ سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بے جا نہیں کہ کسی قوم کا اپنے مقدمات کا تصفیہ اپنی قائم کردہ پنچائت سے کرانا حکومت کی نظر میں معیوب نہیں۔ بلکہ اسے اعتراف ہے۔ کہ قدیم طرز کی ایسی پنچائتیں اپنے کام کو مدت سے کامیاب طریق پر کر رہی ہیں۔ ایسی حالت میں چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ پنچائتی افسروں کو ان کے طریق کار سے سبق حاصل کرنے کی ہدائت کی جاتی۔ مگر جس رنگ میں ان کے طریق کار کا گہرا مطالعہ کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس سے ان پنچائتوں کے کام میں بے جا مداخلت کا احتمال پیدا ہوتا ہے۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ حکومت کو خود اعتراف ہے۔ کہ عام طور پر سرکاری افسر پنچائتی نظام کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔ بلکہ مخالفانہ نکتہ چینی پر زیادہ مائل نظر آتے ہیں۔

حکام کا عدم تعاون

اسی قسم کے حکام نے جماعت احمدیہ کے پنچائتی نظام کو متوازی حکومت کا ہوّا قرار دے کر بات کا بتنگڑ بنانے کی کوشش کی اور وہی حکومت کی اس خواہش کے باوجود کہ پنچائتی عدالتوں کے ذریعہ فریقین مقدمہ کو کم قیمت پر فوری انصاف حاصل ہو۔ اس نظام کو اپنے اقتدار میں تخفیف کے خیال سے کامیاب نہیں دیکھنا چاہتے۔ اور اس طرح اس بارے میں حکومت سے عدم تعاون کرکے رعایا کو ان فوائد سے محروم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو حکومت پہنچانے کی خواہش کر رہی ہے۔

حکومت کا پنچائتی سسٹم بتاتا ہے۔ کہ پنچائتوں کو دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصلے کرنے کا اختیار ہے۔ وہ سزائیں دے سکتی۔ اور اپنے فیصلے نافذ کر سکتی ہیں۔ وہ اپنے اخراجات مہیا کرنے کے لئے لوگوں پر ٹیکس لگا سکتی اور ٹیکس وصول کر سکتی ہیں۔ اور اسی رنگ میں کام کرنے والی وہ پنچائتیں۔ جو بعض علاقوں میں بعض اقوام نے اپنے طور پر قائم کر رکھی ہیں اپنے حلقہ میں مفید کام سرانجام دے رہی ہیں۔ ان حالات میں اس ذہنیت کے افسر جس کا اظہار جماعت احمدیہ کے اس پنچائتی نظام کے متعلق کیا گیا۔ جو دوسری پنچائتوں کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں کس طرح تعاون کر سکتے ہیں۔ وہ تو اپنے اقتدار کی خیر منانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور اس میں کسی طرح کی کمی گوارا نہیں کرتے۔ اسی نقطۂ نگاہ کے ماتحت انہوں نے حکومت کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی۔ کہ قادیان میں جماعت احمدیہ نے متوازی حکومت قائم کر رکھی

ایک بہرے اور نابینا طالب علم کی حیرت انگیز قوت لامسہ

خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی جو ربوبیت کرتا ہے۔ اس کی ایک خاص شان یہ ہے۔ کہ جب وہ کسی انسان کو اس کی کسی غلطی یا کوتاہی کی وجہ سے کسی ایک طاقت یا حس سے محروم کر دیتا ہے۔ یا اس کا کوئی عضو معطل اور بیکار کر دیتا ہے۔ تو اپنے کرم سے اس کی دوسری حسوں اور دوسرے اعضاء کو غیر معمولی طاقت بخش دیتا ہے۔ جس سے ضائع شدہ عضو یا طاقت کی بہت حد تک تلافی ہو جاتی ہے۔ اور انسان محسوس کرنے لگتا ہے۔ کہ وہ کام جو وہ ایک حس سے لیتا تھا۔ اس کے معطل ہو جانے کی صورت میں دوسری حس سے جو پہلے کی نسبت زیادہ تیز کر دی گئی ہے۔ لے سکتا ہے۔

اس بارے میں ایک دلچسپ مثال برطانی اخبار "سنڈے ریفری" نے اپنے ۱۴ جولائی ۱۹۳۵ء کے پرچہ میں شائع کی ہے۔ جس میں لنکا شائر (مانچسٹر) کی مشہور و معروف ہنشاز انسٹی ٹیوشن کے ایک طالب علم کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ باوجودیکہ نابینا ہونے کے علاوہ کانوں سے بھی بالکل بہرہ ہے۔ حیرت انگیز طور پر اساتذہ کی ہدایات اور تعلیمی مذاکرات کو اپنے ذہن تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کی عمر اس وقت صرف ۱۷ سال کی ہے۔ اور لوگ اسے "طلسمی بچہ" کے نام سے پکارتے ہیں۔ وہ قوت باصرہ اور سامعہ سے بالکل محروم ہوتا ہوا بھی جو کچھ پڑھاتے ہیں۔ اسے پوری طرح سمجھ لیتا ہے۔

وہ عجیب و غریب طریق جس کے ذریعہ سے وہ آواز کو اخذ کرکے مطلب سمجھ سکتا ہے۔ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کے سروں کے استعمال میں مضمر ہے۔ اس کام کے لئے وہ اپنی انگلیوں کے سروں کو دو طرح استعمال میں لاتا ہے۔ ایک اس طرح کہ وہ کلام کرنے والے کے لبوں کی حرکات انگلیوں کے ذریعہ محسوس کرکے مونہہ سے نکلنے والے الفاظ کی کیفیت معلوم کر لیتا ہے۔ اور دوسرے اس طرح کہ انگلیوں کو بولنے والے کے سینے پر رکھ کر سینے کی رگوں کی حرکات سے مونہہ سے نکلنے والے الفاظ معلوم کر لیتا ہے۔

ہنشاز سکول کے استاد جو ہزاروں نابینا اور بہرے مردوں اور عورتوں کی تربیت کر چکے ہیں۔ اس طالب علم کے غیر معمولی فہم اور تیزی ادراک پر حیران ہیں۔ اس کو سکول میں داخل ہوئے صرف تین سال گزرے ہیں۔ شروع میں یہ امر کہ کس طریق سے اپنا مافی الضمیر اس کو سمجھائیں۔ اساتذہ کے لئے شدید پریشانی کا باعث تھا۔ اس وقت وہ قوت گویائی سے بھی محروم تھا۔ مگر اب یہ کیفیت ہے۔ کہ وہ ہر بات انگلیوں کی قوت لامسہ کے ذریعہ بخوبی سمجھ لیتا ہے۔ اور اس کا اظہار کر سکتا ہے۔ وہ ورزشی کھیلوں کا بھی مشتاق ہے۔ شناوری کی طرف خاص رغبت رکھتا ہے۔

انجمن معلمین سنٹر مڈل سکول کھنڈہ۔ ضلع اٹک

انجمن معلمین سنٹر کھنڈہ کا ایک خاص اجلاس بتاریخ ۴ اگست زیر صدارت جناب گیانی امر سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔ (۱) انجمن معلمین سنٹر ل کھنڈہ کا یہ خاص اجلاس اخبار زمیندار ۳۰ جولائی ۱۹۳۵ء کے مضمون "ایکسمرزائی۔ اے ڈی۔ آئی" کے گمنام مضمون نگار کے خلاف سخت نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس کے اس رکیک فعل کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ (۲) انجمن ہذا جناب ملک غلام نبی صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس پنڈی گھیب ضلع اٹک حال رخصتی کو ایک غیر متعصب۔ نیک۔ ہمدرد اور روادار افسر خیال کرتی ہے۔ اور آپ کی تعلیمی خدمات کو نہایت عزت اور عقیدت کی نظر سے دیکھتی ہے (۳) انجمن ہذا جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر محکمہ تعلیم جناب انسپکٹر صاحب مدارس ڈویژن راولپنڈی اور جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع اٹک کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست کرتی ہے۔ کہ وہ ایسے گمنام مضمون نویسوں کا پتہ لگا کر مؤثر کارروائی کریں۔ جو ضلع کی فضاء کو بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (۴) مندرجہ بالا قراردادوں کی نقول پریس کو ارسال کی جائیں۔

علی محمد سکرٹری انجمن معلمین سنٹر مڈل سکول کھنڈہ۔ ضلع اٹک

واقعاتِ عالم پر نظر

۱۔احراری اور پنجاب گورنمنٹ ۔ (۲) ترکی شاہراہِ ترقی پر ۳۔ہندوستان کی عزت

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

(۱)

پنجاب کی موجودہ حکومت نے جس کوتاہ اندیشی اور قلتِ تدبر سے حکومت برطانیہ کے دشمنوں۔ برطانوی قوم کے معاندین اور ہندوستان کے غداروں۔ قانون شکن ماسکو کے ایجنٹوں برائے نام مسلمان احراریوں کی پیٹھ ٹھونک کر وفادار تعلیم یافتہ بین الاقوام حیثیت رکھنے والی منظم احمدیہ جماعت کی دلآزاری اور ہتک کی ہے۔ اور اس طرح ایک طرف ملک معظم کے دوستوں اور کثیر التعداد دشمنوں کا دلیری سے مقابلہ کرنے والی جماعت کے وفادار جذبات کو مجروح کیا۔ اور دوسری طرف ہندوستان کی تاریخ میں نازک ترین موقعہ پر ہندوستان کے مسلمانوں کے قوت بازو مسلمانانِ پنجاب کو قادیان کی تنظیم سے مستفیض ہونے سے روکا ہے۔ وہ تاریخ کے صفحات پر موٹے سیاہ حروف سے لکھا جائیگا۔

تاریک بادل پھٹ رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ شاہ جارج کا ستارۂ اقبال اپنی چمک دکھلانے لگا ہے دنیا پر اصلیت ظاہر ہو رہی ہے۔ ویسٹ منسٹر اب اپنے بعض نمائندوں کے کارناموں سے واقف ہو جائیگا مگر جہاں سرد مزاج انگریز کو سمجھنے میں کچھ دیر لگے گی۔ وہاں مقامِ شکر ہے۔ گرم طبیعت مسلمان پر حقیقت کھل چکی ہے۔ اسے پردہ زنگاری کے پیچھے اونچی کرسی کے پاس آئندہ وزارت کے امیدوار احراری افضل و مظہر نظر آگئے ہیں۔ اور اب وہ راز جو محفلوں میں آگیا ہے۔ چھپ نہیں سکتا۔ مسلمانوں کے اخبارات اور مسلمان جماعتیں ایک آواز سے جو کچھ کہہ رہی ہیں۔ وہ یہ ہے:۔

قادیان کا سخت مخالف اخبار لائٹ لاہور ۲۴ر جولائی کے پرچہ میں زیر عنوان وفاداری کی قیمت لکھتا ہے "احراری ہاتھوں سے قادیانیوں کی اذیت رسانی کسی اشارہ پر تھی۔ حکومتیں تنظیم کو برداشت نہیں کرتیں۔ اور قادیانی مسلمانوں کے اکال ہیں۔ مگر انتظام و ایثار میں اکالیوں سے بڑھکر۔ وہ اپنے امام کے اشارہ پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔ ان لوگوں نے سخت حالات میں کانگریس کا کامیاب مقابلہ کیا۔ مگر وفاداری کی قیمت وہی ملی جو بشپ وولزے کو ہنری نے دی تھی۔ عجیب بات ہے۔ کہ "مکان کی چھتوں سے موقعہ و بے موقعہ وفاداری کا اعلان کرنے والوں، حکومت کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے والے قادیانی احمدیوں کو حکومت پنجاب نے احراریوں کی پیٹھ ٹھونک کر یہاں تک اذیت پہونچائی ہے کہ اب ان کو سلسلہ کے امام کے بھائی پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی۔ یہ تو ہے خلاصہ تحریر لائٹ جو گویا پریس کی نمائندہ رائے ہے۔ اب عام آواز ملاحظہ ہو:۔

مولانا جلال الدین اسپالی حنفی چشتی قادری۔ فتح پوری دہلی سے "احرار انگریز کی چوکھٹ پر" کے عنوان سے "مسلمانوں کو بیدار ہو جاؤ" کی تلقین فرماتے ہوئے اشتہار دیتے ہیں "ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ لوگ احرار حکومت کے اشارہ پر قادیانیوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہ لوگ حکومت کے کارندہ ہو چکے ہیں۔ حرمت رسول سے زیادہ حرمت گورنمنٹ کے پابند ہیں۔ ان کے اشارہ سے ظفر علی خاں و سید حبیب جیسے قائدینِ قوم کو گرفتار کر لیا ایسے غداروں کو پھر کبھی منہ نہ لگاؤ۔ ان سے حساب کا مطالبہ کرو"۔

میر محمد الدین صاحب میر لاہور ایک پوسٹر میں احرار کی دروغگوئی اور پوسٹر بازی کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے احراریوں کے روزانہ تار و پود کذب سے چار جھوٹ ظاہر کر کے لکھتے ہیں۔ کہ جنرل سیکرٹری احرار "ڈی سی سے راز و نیاز کی باتیں کرتے" اور احرار کو حکومت کے موافق پراپیگنڈے کی بدولت کسی مخفی طاقت سے روپیہ ملا۔ اور انعام و اکرام کا وعدہ ہوا"۔ غرض "احرار نے ہر موقعہ پر اپنے رویہ سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے مفاد کا پکا دشمن۔ اور حکومت کا آزمودہ آلۂ کار ہے"۔

یہ ہے پریس و پبلک کی شہادت جو احراریوں کے متعلق دی جا رہی ہے۔ شکر ہے کہ جو ہم سے اس لئے ناراض تھے۔ کہ ہم حکومت کے جاسوس ہیں۔ ان پر حق واضح ہو گیا۔ اور احراری شرارتوں کا راز طشت از بام ہو گیا۔

(۲)

بہت لوگ ہیں جو اپنے گھر کو درست کرنیکے بغیر دوسروں کی فکر میں مبتلا ہوتے اور کار زمین کی نیک ساخت کرنیکے بغیر آسمان کے کام میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں نے تو ایسا ہی کیا ہے۔ انہوں نے گنگا و جمنا کے پانی پیئے مگر نظریں ہمیشہ باسفورس کے کناروں پر رکھیں۔ کمال پاشا صدر جمہوریہ ایسے نہیں وہ اپنے ملک کو آسمان کے نیچے عزت کی جگہ دلانے اور اپنی قوم کو دنیا میں باوقار بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مصطفٰے کمال ایشیائی لیگ آف نیشنز یا اسلامیہ مجلس اقوام بنانے کیلئے دورہ کرینگے۔ اور ماسکو بھی جائینگے۔ ان کا اب گھر سے باہر نکلنا زیب دیتا ہے۔ کیونکہ موجودہ ٹرکی ہر طرح تبدیل شدہ ٹرکی ہے۔ فتویٰ دینے والا جہادی ملا غائب کر دیا گیا ہے۔ فتنہ پرداز احراری اخبار مجاہد زیر زمین ہو چکا ہے۔ ترقی پسند سیدھے سادھے وسیع الخیال صنعت مزاج حاکموں کے ہاتھ میں ملک کی باگ ہے۔ انہوں نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ آئندہ پانچ سال میں بلقان کی دیوار یورپ کے دروازہ صوبہ تھریس کی آبادی موجودہ آبادی سے دگنی یعنی ۱۲ لاکھ ۵۰ ہزار ہو جائے۔ تاکہ یہودیوں کی قلیل التعداد آبادی اس کے اندر جذب ہو سکے۔ رومانیا۔ بلغاریا۔ مقدونیہ سے مسلمان اور مسیحی ترک بھی ترک وطن کر کے واپس آرہے ہیں۔ اور حکومت ترکی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ترک مسیحی کو بھی مسلمان ترک کے مساوی حقوق حاصل ہونگے۔ صدر جمہوریہ ترکی نے صنعت و حرفت کی طرف بہت توجہ کی ہے۔ اور روئی کی کاشت کو بہت فروغ دیا ہے۔ کارخانجات بکثرت قائم ہو رہے ہیں۔ اور اب تبریز۔ بغداد۔ موصل انگورا۔ استنبول ریلوے بھی مکمل ہو جائیگی۔ اسکے علاوہ نہ صرف اندرون ملک کے شہروں کو موجودہ زمانہ کا بنایا گیا ہے۔ بلکہ ساحل سمندر پر بھی صحت افزا مقامات درست کئے گئے ہیں۔ جو یورپ کے ساحلی صحت افزا بندرگاہوں کا مقابلہ کرنے لگے ہیں۔ ترکی کی بری طاقت نے یونان کو سمندر میں دھکیل کر اور لوزان میں لارڈ کرزن کو مرعوب کر کے اپنا اثر تو قائم کر ہی لیا تھا۔ مگر اب ترک قائد اعظم درہ دانیال پر دوبارہ قبضہ اور قلعہ جات کو مسلح کر کے نہ صرف اپنے گھر کے بحری دروازہ کے مالک بنگئے ہیں۔ بلکہ ایک لاکھ ٹن کی بحری طاقت بنا کر ترکی کو بحیرۂ اسود کی ملکہ اور بحیرۂ ابیض متوسط کی قابل لحاظ طاقت منوا رہے ہیں۔ اب رؤف بے مشہور ترکی امیر البحر وطن واپس ہو چکے ہیں۔ اور وہ ترکی بیڑے کی کمان کرینگے۔

(۳)

رنگ کا سوال یورپ کا پیدا کردہ ہے۔ اگرچہ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ کئی شریف رومن لیڈیوں کی حبشیوں سے شادی ہو چکی ہے۔ اور مشرق نے مغرب کو طاقت مذہب و تمدن و تہذیب کے اثر سے مغلوب کیا ہے۔ مگر موجودہ طاقت کا نشہ بعض ناعاقبت اندیش دماغوں میں سرایت کر چکا ہے۔ جنوبی افریقہ ایشیائی خصوصاً ہندوستانیوں کو سفید آدمی کے ساتھ ٹرام میں بھی بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ امریکہ یا قام امریکہ کو قتل کرا کر انصاف کی مساوات کو معدوم کر رہا ہے۔ انگریزی جہاز پر یورپین و غیر یورپین کا سوال اس تنفر کے ساتھ بمبئی سے روانہ ہوتے ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ اکثر نرم مزاج انگریز پسند نوجوان بھی تند طبیعت قوم پرست بنجاتا ہے فرانس اس سوال سے بچتا ہے۔ اسکے ملک میں رنگ کی تمیز نہیں ہوتی۔ مگر اسکی نو آبادیوں میں سفید افسر کالے رعایا سے کافی زیادہ کسر نکال لیتے ہیں۔ نو آبادیوں کی حکومت میں گو انگریز سب دوسری اقوام سے بلحاظ انتظام بلا شک و شبہ بہتر ہیں۔ مگر اس قوم کی قدامت پسندی اپنے ملک میں بھی رنگ کا سوال پیدا کراتی ہے۔ ہم کو یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک افریقن دوست کیلئے مکان تلاش کرنا تھا۔ اخبار میں اشتہار دیکھکر ٹیلیفون کیا تو گھر کی مالکہ نے خندہ پیشانی سے سب کچھ طے کر لیا۔ مگر جب افریقن سُنا۔ تو بولی اچھا میاں سے پوچھکر ٹیلیفون کرونگی۔ ولایت سے تازہ آئے ہوئے اخبارات ایک حال کے واقعہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ چند ہندوستانی طلباء لندن سے پانچ میل باہر ایک نہانیکے تالاب پر غسل کرنے اور تیرنے گئے۔ مگر مالکان تالاب نے انکو ٹکا سا جواب دیدیا۔ "دیل یہ تالاب...

احراری لیڈروں کے اشتغال پر معاصر "انقلاب" کا دلچسپ تبصرہ

غدار کہے۔ ہماری قوم کے لیڈر جب لڑائی پر آتے ہیں۔ تو نہایت مزے مزے کی چوٹیں کرتے ہیں۔ ایک تو مسلمان قوم طبعاً جنگجو ٹھیری۔ دوسرے ان کے ہر رہنما میں ضرور کوئی نہ کوئی کمزوری ہوئی۔ اس لئے ان کی لڑائی ہر اعتبار سے دلچسپ ہوتی ہے۔ اور پھر اخباروں کی جودت طبع اس لڑائی میں وہ رونق پیدا کرتی ہے کہ فردوسی کا شاہنامہ گرد ہو کر رہ جاتا ہے۔ خبر شائع ہوتی ہے۔ کہ محمڈن ہال میں قریشی کا کرتہ پھاڑ دیا گیا۔ دوسرے دن قریشی صاحب اخباروں میں اعلان کرتے ہیں۔ کہ "میں نے کرتا سلوا لیا ہے"۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ستار العیوب نے مسلمانوں پر رحم کیا۔ ورنہ اگر مولانا قریشی کرتا نہ سلواتے تو امت مرحومہ پٹی کی گلیوں میں ننگی پھرتی ایک اخبار نے پہلے صفحے پر امرتسر کے کسی جلسے کا حال لکھتے ہوئے عنوان تحریر کیا۔ "مولوی مظہر علی اظہر کا پاجامہ پھاڑ دیا گیا"۔ لیکن احرار کے اخبار میں مولوی صاحب کی "بصیرت افروز تقریر" کا تذکرہ موجود ہے۔ اور پاجامہ پھٹ جانے کے "بصارت سوز واقعہ" کا ذکر ہی نہیں۔ اب ملت بیضا بڑی مشکل میں ہے آخر کس چیز کو صحیح سمجھے۔ آیا پاجامہ پھٹا یا بصیرت افروز تقریر ہوئی۔ ہمارے خیال میں اس کی تحقیقات کے لئے بقول مسلم لیگ ایک شاہی کمیشن مقرر ہونا چاہیئے جس کے ممبر "شاہی" کی رعایت سے مولانا عطاء اللہ شاہ اور سید سردار شاہ بہت موزوں رہیں گے۔

احرار کے اخبار "مجاہد" نے مولانا اختر علی خاں کو "ٹنڈ" کا خطاب دیا ہے۔ اب اس کے جواب میں غالباً "زمیندار" مجلس احرار کو "رہٹ" کے لقب سے ملقب کر دے گا۔ جس میں بے شمار "ٹنڈیں" ہوتی ہیں۔ جس طرح ٹنڈیں کنوئیں سے پانی نکال کر زمین کو سیراب کرتی چلی جاتی ہیں۔ اسی طرح ملت کی "ٹنڈیں" قوم کی جیب سے چندہ نکالتی چلی جاتی ہیں۔ اور اپنی کھیتی کو سرسبز رکھتی ہیں۔ جب تک کنوئیں میں پانی ہے۔ یہ چکر یونہی چلتا رہے گا۔

"زمیندار" نے ایک نظم شائع کی۔ جس کا ترجیعی مصرع تھا۔ ؏

پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غدار

اس کے جواب میں "مجاہد" کا صفحہ اول ایک نظم سے مزین کیا گیا ہے۔ جس کی ترجیع یہ ہے۔ ؏

اخبار زمیندار۔ اسلام کا غدار

"زمیندار" احرار کی غداری اسلام کی یہ دلیل پیش کرتا ہے۔ کہ انہوں نے مسجد شہید گنج کی تحریک میں شرکت اختیار نہ کی۔ لیکن احرار کا اخبار "زمیندار" کی غداری کا ثبوت صرف یہ دیتا ہے۔ کہ "زمیندار"

احرار کی فوجوں کے مقابل جو ڈٹا ہے
پھر کیوں نہ یہ کمبخت ہو رسوا سر بازار
اخبار زمیندار۔ اسلام کا غدار

یہ وہ لوگ ہیں۔ جو قوم کے لیڈر کہلاتے ہیں۔ اور مذہب۔ اخلاق۔ معاشرت۔ سیاست بلکہ ادب میں بھی قوم کی رہنمائی کا دم بھرتے ہیں۔ تحفظ شہید گنج۔ حفاظت اوقاف و مساجد۔ تبلیغ کانفرنس۔ مجلس ہلال احمر۔ دار المصنفین اور خدا جانے کیا کچھ الابلا۔ ان کے پروگرام میں شامل ہے متحد ہوتے ہیں۔ تو قوم کا ہزاروں روپیہ اور نہایت قیمتی مہینے محض قادیانیوں کے خلاف دشنام طرازی میں ضائع کرا دیتے ہیں۔ اور جب متفرق ہو جاتے ہیں تو آپس میں جنگ و پیکار کا وہ سلسلہ شروع کرتے ہیں کہ ساری قوم ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو جاتی ہے۔

احرار کے جلسے حکومت کے سایہ عاطفت میں

حکومت احراریوں کی تائید اور حمایت ایسے کھلے کھلے طور پر کر رہی ہے۔ کہ احراریوں پر اپنی تمام کامیابیوں اور کارروائیوں کا انحصار رکھنے والے بھی ماتم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار زمیندار ۱۳ اگست نے مندرجہ بالا عنوان سے جو افتتاحیہ لکھا ہے اس کا ایک حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"اس بدبختی پر جتنے اشک خونیں بہائے جائیں کم ہیں کہ مسلمانوں میں جو لوگ سلاسل تعبد کو کاٹنے اور سر منزل آزادی کی طرف افراد ملت کی رہنمائی کرنے کے لئے میدان عمل میں آئے ان میں سے اکثر آگے چل کر غلاب حرص و آز میں پھنس کر رہ گئے زنجیر غلامی کو کاٹنے کی بجائے الٹا اس کے حلقوں کو کسنے کا ذریعہ بن گئے اور قوم کو معراج ترقی پر پہنچانے کے مقصد عالی کی بلندی سے گر کر چند روپلی ٹکلیوں اور ذاتی وجاہت کے حصول پر آ رہے ایسی مثالیں مسلمانوں میں بہت ہیں۔ اس لئے ہمیں خصوصیت کے ساتھ کسی صاحب کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ احرار کے متعلق بھی کچھ عرصہ سے عجیب و غریب روائتیں زبان زد خلائق تھیں۔ اور محرمان سراپردہ راز میں سے بعض ثقہ اصحاب یہ کہتے سنے گئے۔ کہ چودھری افضل حق کی وہ غرض پرستی جو اس وقت تک صرف چودھری صاحب سے حکام بالادست کے آستانوں کا طواف کراتی رہی ہے۔ اب جمعیتہ احرار کی مجلس عاملہ کے فیصلوں پر اور جمعیتہ کی عمومی حکمت عملی پر اثر ڈالنے والی ہے۔ قضیہ شہید گنج کے آغاز کے وقت دفتر مجلس احرار ہی سے یہ آواز بھی بلند ہوئی کہ مولانا حبیب الرحمن نے یہ فیصلہ لائل پور ہی میں صادر کر دیا تھا۔ کہ اگر قائدین احرار تمام مسلمانوں کے متحدہ عزم کے علی الرغم مسئلہ شہید گنج کے متعلق سکوت اختیار کر کے اور ملت غیور و جسور طبقہ کے اختلاف کر کے سرکاری حلقوں میں اور سکھوں اور ہندوؤں کے ان طبقوں میں جن کی رائے وزراء کے تقرر پر بالواسطہ یا بلاواسطہ اثر انداز ہوتی ہے اپنی اس "آئین پسندی" سے ایک خاص قسم کا اعتماد پیدا کر لیں اور اس اعتماد کی سیڑھی سے چودھری افضل حق وزارت کی رفعتوں کی طرف صعود کر جائیں۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہوا تھا۔ کہ مولانا حبیب الرحمن اور چودھری افضل حق شملہ کی بلندیوں پر بھی پہنچے تھے۔ اور مخصوصین بابِ حکومت میں سے ایک صاحب کے ہاں فروکش ہوئے تھے۔ اور پھر انہی کی یاد یا موٹر کار میں سوار ہو کر مراجعت فرمائے لاہور ہوئے تھے۔ لیکن ان تمام باتوں میں سے کسی ایک کی بنا پر بہ وثوق تمام یہ رائے قائم کرنا مشکل تھا۔ کہ قائدین احرار اپنے دعاوی حریت پروری کو بالائے طاق رکھ کر سرکار پرستی کے اس دلدل میں پھنس رہے ہیں جس میں پھنسنے کے بعد کبھی کہیں کوئی نکل نہیں سکا۔ قرائن اور بھی تھے اور سب سے بڑا قرینہ یہ تھا۔ کہ دفعتاً مہاسبھائی اور سکھ اخبارات اور بعض سکھ اکابر نے احرار کی مدح و ثنا میں زمزمہ سنجی شروع کر دی تھی۔ احتساب اخبارات کے دوران میں جو سلوک احرار کے خلاف لکھے ہوئے مضامین کے ساتھ ہوا اس سے بھی نکتہ رس طبائع حقیقت حال کا اندازہ کر رہی تھیں۔ لیکن تمام معترضین کا خواہ وہ از راہِ ہمدردی اعتراض کرنے والے تھے یا از راہِ بغض۔ یہی خیال تھا کہ مدعیانِ حریت پروری نے حکومت کے ساتھ جو نئے تعلقات حصول وزارت کی ہوس پر قائم کئے ہیں ان پر سے پردہ اٹھانے کے لئے وہی وقت موزوں ترین ہو گا۔ جب ان دلائل سے کوئی روشن تر دلیل ہاتھ آ جائے۔

آخر یہ بھی ہو گیا۔ تفصیل اس کی یوں ہے۔ کہ ۹۔ اگست کو احرار کا ایک جلسہ

مسجد خیرالدین امرتسر میں ہونے والا تھا جس کے متعلق اعلان ہو چکا تھا۔ کوتوال شہر نے ایک سب انسپکٹر پولیس کو بھیجکر مسٹر عزیز ہندی کو طلب کیا۔ اور انہیں ساتھ لیکر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس پہونچے۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انہیں حکم دیا۔ کہ احرار کے جس جلسہ کا اعلان ہوا ہے۔ اس میں وہ گڑبڑ پیدا نہ کریں۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہ ان کا کسی خاص پارٹی سے تعلق ہے۔ اور نہ انکی جلسہ میں گڑبڑ پیدا کرنے کی ضرورت اس کے علاوہ بعض دوسرے نوجوانوں کو بھی پولیس نے یہی ہدایت کی۔

مرزائیت کے لئے "حکومت کے خود کاشتہ پودے" کی اصطلاح احرار ہی کی وضع کی ہوئی ہے۔ اس اصطلاح کی تخلیق کی محرک کیا یہی چیز نہ تھی۔ کہ مرزائیت کی گمراہ کن تعلیم پر جو حملے دوسرے مسلمانوں کی طرف سے ہوئے ہیں۔ ان کو ناجائز یا قابل مؤاخذہ قرار دے کر حکومت مرزائیت کی سپر بن جاتی ہے۔ پھر آج مسجد شہید گنج کے مسئلہ میں احرار کی غلط روش پر دوسرے مسلمانوں کی طرف سے اعتراض ہونے پر حکومت احرار کی سپر بن رہی ہے۔ اور حکومت کے اعلےٰ افسر حکم دیتے ہیں۔ کہ احرار کے جلسوں میں کوئی گڑبڑ پیدا نہ کی جائے۔ تو کیا اس بدیہی الانتاج منطقی شکل سے یہی نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ مجلس احرار حکومت کا خود کاشتہ پودا ہے۔ جس کی آبیاری کرنا اور جسے صرصر حوادث سے بچانا حکومت اپنے ذمہ ہمتیار فرض سمجھتی ہے۔

خدا بھلا کرے امرتسر کے افسران پولیس اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا جنہوں نے مجلس احرار اور حکومت کے نئے قائم شدہ تعلق کا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اب ہر وہ شخص جسے فراست سے کچھ بھی حصہ ملا ہے۔ اس بات کے سمجھنے میں غلطی نہیں کرسکتا۔ کہ مسجد کی واگذاری کے مطالبہ پر دستخط کرنے سے احرار کیوں گریزاں تھے۔

جن کا انحصار فنڈ کی بقیہ رقم اور اس آخری فیصلہ کے مطابق ہوگا۔ جو خود کوئٹہ کے متعلق کیا جائیگا اور جو ہز ایکسیلینسی کے زیر غور ہے۔ جس وقت کوئی فیصلہ ہو جائیگا۔ اس وقت اعلان کر دیا جائیگا اس دوران میں بھی ہو سکتا ہے۔ کہ کئی ایسے واقعات ہوں۔ جو صریح طور پر قابلِ رحم ہوں۔ اور جن میں فوری امداد کی ضرورت ہو۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس قسم کی امداد مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہوگی۔

(ا) گذارے کے لئے عارضی رقوم کی ادائگی۔ یہ امداد صرف ان صورتوں میں دی جائیگی۔ جہاں کوئی اور صورت گذارے کی نہ ہو۔ اور پہلی دفعہ تین ماہ سے زیادہ کے لئے نہ دی جائیگی۔ یہ امداد اس غرض سے دی جائے گی۔ کہ جو لوگ بوجہ زلزلہ بیکار ہو گئے ہیں۔ انہیں کچھ مہلت مل جائے۔ تاکہ وہ اپنی ملازمت کو پھر حاصل کرنے کی دوبارہ کوشش کر سکیں۔

(ب) سکول فیس اور گذارہ کی ادائگی ایسے بچوں کے لئے جو بوجہ زلزلہ ایسے وسائل سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور یہ انہیں صورتوں میں دی جائے گی۔ جن میں وہ افسر جس کو مقامی حکومت یا ایڈمنسٹریشن نامزد کرے۔ مناسب خیال کریں۔ کسی ایسی یونیورسٹی کی۔ جس کو لوکل گورنمنٹ یا ایڈمنسٹریشن نامزد کرے یا یونیورسٹی کے طلباء کی درخواستوں پر جو بوجہ زلزلہ تکلیف میں ہوں۔ بھی غور کیا جائے گا۔

(ج) طبی اوزاروں اور ضروریاتِ آسائش کے لئے۔

جو احمدی دوست بروئے قواعد کسی قسم کی درخواست بھیجیں۔ مناسب ہوگا۔ کہ اس کی اطلاع کوئٹہ ریلیف فنڈ قادیان پنجاب کے پریذیڈنٹ کے نام بھی بھیجدیں۔

(عبدالرحمٰن مصری پریذیڈنٹ کوئٹہ ریلیف فنڈ۔ قادیان۔ پنجاب)

مصیبت زدگانِ کوئٹہ کی سرکاری امداد کا طریق

ہز ایکسیلینسی وائسرائے بہادر نے بعض امور متعلق فنڈ امداد مصیبت زدگان کوئٹہ پر غور کرنے کے بعد مفصلہ ذیل امور طے کئے ہیں۔

۱۔ عام اصولِ امداد کے لحاظ سے اس فنڈ کا انتظام خود ہز ایکسیلینسی گورنر جنرل بہادر کے ہاتھ میں ہوگا۔ مگر آپ کو اس بارہ میں مشورہ دینے کے لئے ہز ایکسی لینسی نے اپنے ممبرانِ ایگزیکٹو کونسل کی ایک کمیٹی بنائی ہے۔ جو لاء ممبر۔ فنانس ممبر۔ اور کامرس ممبر پر مشتمل ہوگی۔ تفصیلی انتظام اس فنڈ کا جس میں زرِ امداد کی تقسیم بھی شامل ہے۔ زیادہ تر گورنمنٹ کے افسرانِ مقامی یعنی افسرانِ ضلع اور ان کے ماتحت افسران کے ذریعہ انجام پائیگا۔ ایسے مقامات پر جہاں بلحاظ تعداد پناہ گزینانِ زلزلہ کوئٹہ کسی مقامی انجمن کے قیام کی ضرورت محسوس ہوگی۔ وہاں ایسی مقامی انجمن قائم کی جائے گی۔ ایسی انجمنوں میں ایک کافی تعداد غیر سرکاری ممبران کی ہوگی۔ اور مقامی افسران کو جن کے ہاتھ میں اس فنڈ کا انتظام ہوگا۔ ہدایت مل جائے گی۔ کہ دعاوی متعلق امداد میں ان ممبروں سے آزادانہ مشورہ لیا جائے۔ ایسی امدادی انجمنوں کو بھی تعاون کی دعوت دی جائے گی۔ جو بالکل غیر سرکاری ہوں۔ تاکہ وہ مستحق التماس افسرانِ مقامی کے نوٹس میں لاسکیں۔ اس فنڈ کے اخراجات کی پڑتال اور آڈٹ کے متعلق ڈپٹی جنرل بہادر اپنے صوبجاتی افسرانِ محکمہ اکونٹ کی معرفت انتظام کرینگے۔

اس فنڈ میں سے پہلے بھی مصیبت زدوں کی فوری امداد پر روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ مثلاً ان کو کپڑے مہیا کرنے۔ طبی امداد اور ریلوے سفر کی سہولتیں اور چھوٹی چھوٹی نقد رقوم کی ادائگی پر۔ تاکہ وہ اپنے وطنوں میں پہونچ سکیں۔ افسرانِ مقامی جہاں مناسب سمجھتے ہیں۔ اب بھی برابر امداد دے رہے ہیں۔ اگر مزید مفت ریلوے پاسوں کی ضرورت محسوس ہو۔ تو بعض مقامی افسران کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ حکام ریلوے کو اس قسم کے پاس جاری کرنے کی ہدایت دیں۔ جو ان پر خرچ ہوگا۔ وہ ریلیف فنڈ کے حساب میں ڈالا جائیگا۔ مزید امداد کے طریقے

گوجرہ میں احمدیوں پر احراریوں کے مظالم

گوجرہ کے ان تین احمدیوں کا ذکر ایک گذشتہ مضمون میں ہو چکا ہے جن پر مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ اسی سلسلے میں جس بددیانتی اور بے ایمانی سے یہاں کے قلاش احراری لیڈروں نے کام لیا ہے۔ اسے دیکھکر غیر مسلم بھی کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ اس موقعہ پر لوگوں کو اور اشتعال دلانے کے لئے لائلپور کے مشہور جھگڑا احراری حکیم نوردین اور وہاں کی والنٹیر کور کو بلایا گیا۔ اور اس کے ساتھ خواجہ غلام حسین صاحب پلیڈر لائلپوری کو جنہوں نے گذشتہ احرار کانفرنس کے موقعہ پر صدر مجلس استقبالیہ کا فرض ادا کیا۔ مدعو کیا گیا۔ والنٹیر جلوس کی صورت میں گلی کوچوں میں چکر کاٹتے رہے۔ اور احمدیوں کی دکانوں کے سامنے کھڑے ہو کر دلآزاری کے لئے اشتعال انگیز اشعار پڑھتے رہے۔

شام کے ساڑھے نو بجے کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ تو خواجہ غلام حسین صاحب نے احراریوں کو اشتعال انگیز الفاظ میں احمدیوں کے خلاف اکسانا شروع کیا۔ اور حکیم نوردین نے اپنی تمام تقریر کا رجحان احمدی ہیڈ ماسٹر صاحب کی طرف کر دیا۔ اور لوگوں کو اکسایا۔ کہ جبتک وہ ہیڈ ماسٹر کو یہاں سے نکال نہ لیں دم نہ لیں۔ اور کہا ہم نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ جب تک ہم اسکو یہاں سے نکال نہ لینگے چین نہ لینگے۔ علاوہ ازیں احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہایت ناپاک حملے کئے۔ ان تقریروں کے نتیجہ میں احمدیوں کو احراریوں کا بچہ بچہ گلی کوچوں میں گالیاں دیتا پھرتا ہے۔ اور مرد تو کیا عورتیں بھی گھروں میں بیٹھکر بے تحاشا گالیاں دے رہی ہیں۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ خواجہ غلام حسین صاحب کونسل کی ممبری کے ووٹوں کی خاطر احراریوں کو خوش کرنے کے لئے اس قسم کی کارروائی کر رہے ہیں۔ اور انسپکٹر صاحب مدارس ملتان ڈویژن کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے احمدی مدرسین کو عموماً اور ہیڈ ماسٹر صاحب گوجرہ کو خصوصاً تنگ کرنے کے لئے فتنہ پرداز لوگوں کی حمایت کر رہے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ حکام ضلع لائلپور اور افسران تعلیم حکیم نوردین کانگرسی۔ خلافتی اور احراری کی شرمناک کارروائیوں اور خواجہ صاحب کے افسوسناک رویہ سے باخبر رہینگے۔ (پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ گوجرہ)

وصیتیں

نمبر ۴۷۹۰:- منکہ غلام مصطفےٰ کمال ولد چوہدری رحیم بخش صاحب کاہوں قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت دسمبر ۳۳ء ساکن موضع مہارنگ ڈاکخانہ خاص تحصیل وضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۰/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری ملکیت میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اس وقت میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اب پچیس روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان داخل کرتا رہونگا۔ میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کی کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔ فقط مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۵ء

العبد:- غلام مصطفےٰ کمال بی۔ اے سکنہ حال محمود آباد فارم ضلع نواب شاہ ڈاکخانہ معہ ضلع سندھ

گواہ شد:- محمد اکرم خان وائس پریذیڈنٹ جماعت محمود آباد فارم

گواہ شد:- ڈاکٹر احمد الدین سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ محمود آباد فارم ۲۰ جون ۱۹۳۵ء

نمبر ۴۱۷۶:- منکہ احمد الدین ولد قدرت اللہ قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن ڈیلی ڈاکخانہ پٹی تحصیل قصور ضلع لاہور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۴/۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے زمین ۲ ۱/۲ گھماؤں موروثی دفعہ ۵ جس کی کل قیمت مالکانہ نکال کر پانچ صد روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۱۲ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد:- احمد الدین بقلم خود ساکن ڈیلی تحصیل قصور حال وارد پٹی محرر ٹرمینل ٹیکس میونسپل کمیٹی پٹی۔

گواہ شد:- مرزا محمد جمیل بیگ بقلم خود

گواہ شد:- محمد حنیف ولد رو ڈے خاں راجپوت ساکن پٹی۔

نمبر ۴۳۸۰:- منکہ ملک عبد العزیز ولد ملک غلام حسین صاحب اعوان پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال نیروبی کینیا کالونی افریقہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۵/۵/۳۵ ۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ سفید زمین دس مرلہ واقعہ محلہ دار الرحمت قادیان قیمتی دو صد روپیہ ہے۔ ایک مکان پختہ قیمتی پانچ سو پچاس روپیہ واقعہ قصبہ رہتاس تحصیل وضلع جہلم ہے۔ اس کے علاوہ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت -/۴۰۰ شلنگ ماہوار ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ ماہ مئی سے ادا کرتا ہوں گا۔ نیز میں اپنی جائداد مندرجہ بالا جس کی کل قیمت سات سو پچاس روپیہ ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ حصہ وصیت کردہ میں سے میں اگر کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیا جائے گا۔ اگر اس کے علاوہ میرے مرنے پر کوئی اور مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- ملک عبد العزیز احمدی مولوی فاضل نیروبی ۵/۵/۳۵ ۱۹

گواہ شد:- ملک احمد حسین بقلم خود ۵/۵/۳۵ ۱۹

گواہ شد:- شیخ مبارک احمد احمدی عفی اللہ عنہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۵/۵/۳۵ ۱۹

نمبر ۴۳۸۱:- منکہ ملک عبد الکریم ولد ملک غلام حسین صاحب اعوان پیشہ ملازمت پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ حال نیروبی کینیا کالونی افریقہ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۵/۵/۳۵ ۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد دو سو تیس شلنگ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- ملک عبد الکریم احمدی نیروبی ۵/۵/۳۵ ۱۹۔

گواہ شد:- ملک احمد حسین احمدی بقلم خود ۵/۵/۳۵ ۱۹۔ گواہ شد:- شیخ مبارک احمد عفی عنہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۵/۵/۳۵ ۱۹

نمبر ۴۳۸۹:- منکہ عطاء اللہ ولد شیخ نانک بخش صاحب پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن شہر راولپنڈی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۹/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اس وقت میری ملکیت میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اس وقت میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اب -/۲/۱۹۴ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد جو میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔ فقط

العبد:- عطاء اللہ بقلم خود اسسٹنٹ پوسٹماسٹر راولپنڈی۔

گواہ شد:- قاضی محمد رشید امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

گواہ شد:- محمد حسین احمدی سیکرٹری وصایا راولپنڈی ۹/۶/۳۵

نمبر ۴۳۹۵:- منکہ شاہ نواز ولد چوہدری تاج محمد صاحب قوم جٹ پیشہ وکالت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن چہور ڈاکخانہ ظفروال تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۲/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے گاؤں بمقام چہور میں ہماری مشترکہ اراضی ہے جس میں سے میرا حصہ تقریباً دس بیگہ مالیتی تخمیناً پانچ سو روپیہ و مکان مشترکہ میں حصہ میرا تقریباً سو روپیہ مالیت کا ہے۔ اسباب خانگی وکتب قانونی وغیرہ مالیتی تخمیناً پانچسو روپیہ ہے۔ یعنی کل مالیت جائداد گیارہ سو روپیہ ہے۔ اس وقت میرا گذارہ میری آمد وکالت پر ہے۔ جو تقریباً سو روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا حصہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔ فقط مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۵ء۔

العبد:- شاہ نواز ولد چوہدری تاج محمد قوم جٹ ساکن چہور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ حال وکیل شہر سیالکوٹ بقلم خود

گواہ شد:- فضل احمد ولد نواب خاں قوم جٹ باجوہ ساکن تلونڈی عنایت خاں تحصیل پسرور حال وارد شہر سیالکوٹ بقلم خود۔

گواہ شد:- نبی احمد ولد محمد خان قوم جٹ سکنہ چہور چک ۱۲۱ ڈاکخانہ سانگلاہل ضلع شیخوپورہ بی۔ اے ایل ایل بی۔

گواہ شد:- جان محمد امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ شہر ۱۵/۶/۳۵

حصہ وصیت میں اضافہ

مندرجہ ذیل موصیوں نے وصیت حصہ آمد میں اضافہ کیا ہے۔ ۱۔ محمد عثمان صاحب ڈرائیور بریج ورکس کراچی سندھ ۱/۱۰ کی بجائے ۱/۸ (۲)

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

لنڈن ۱۲ اگست۔ پارلیمنٹ کے عام انتخابات جنوری ۳۶ء میں ہونگے۔ اگرچہ بہت سے حامیانِ گورنمنٹ چاہتے تھے کہ انتخابات اسی موسم خزاں میں ہوں۔ مگر مسٹر بالڈون نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ انتخابات سالِ نو کے آغاز سے پہلے نہیں ہونگے۔

شملہ ۱۲ اگست۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ لاہور میں کامل امن وسکون کے نتیجہ میں کل مسجد شہید گنج پر متعین فوج واپس بلا لی جائے گی۔ اور اس کی جگہ پولیس تعینات کی جائیگی۔

شکاگو ۱۲ اگست۔ صوبجات متحدہ امریکہ کے سابق صدر مسٹر ہوور نے ایک تقریر میں موجودہ صدر مسٹر روز ویلٹ کے نظم ونسق پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔ کہ وہ ملکی نظام میں تبدیلیاں کرکے آزادیٔ عام کو کچل رہا ہے۔ چنانچہ ایک ایسا بل پاس کیا گیا ہے۔ جس کی رُو سے شہریوں کو عدالتوں کے ذریعہ اپنی شکایات دور کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

سیالکوٹ ۱۲ اگست۔ کثرت بارش کی وجہ سے تمام بڑے بازاروں میں پانی پھر رہا ہے۔ شہر کے قریب نالوں میں طغیانی آگئی ہے۔ متعدد مکانات گر گئے ہیں۔ مگر نقصان جان کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

لنڈن ۱۲ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ شاہ حبشہ علاقہ اوگاڈن اٹلی کو قرضہ اور ایک بندرگاہ کے عوض دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ مگر روم کی ایک اطلاع ظاہر کرتی ہے۔ کہ ایبے سینیا کی پیشکش مسترد کر دی جائے گی۔ اٹلی کے باخبر حلقے اسے بالکل ناقابل قبول قرار دے رہے ہیں۔

عدیس آبابا۔ شاہ ابی سینیا نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ اگر امن کی تمام کوششیں ناکام رہیں۔ اور اٹلی نے جنگ شروع کر دی۔ تو ابی سینیا اپنی حفاظت کے لئے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیگا۔

لاہور ۱۲ اگست۔ پنجاب پراونشل مسلم لیگ لاہور نے شیخ محمد صادق صاحب ایم ایل سی۔ ملک برکت علی صاحب ایڈووکیٹ۔ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء میاں عبد العزیز بار ایٹ لاء اور مسٹر غلام رسول خانصاحب ایڈووکیٹ پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی ہے جو ۲۰ اور ۲۱ جولائی کو گولی چلائے جانے کے حادثہ کی آزاد تحقیق کرے گی۔

دہلی ۱۲ اگست۔ سیاسی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے۔ کہ لارڈ لنلتھگو ہندوستان میں آنے کے فوراً بعد گاندھی جی سے ملاقات کرینگے۔ اور لارڈ ارون کی مصالحانہ پالسی کا تتبع کریں گے۔

بھوانی ۱۲ اگست۔ ریاست لوہارو کے لوگوں کی شکایات دور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ جس کے صدر راؤ بہادر چودھری چھوٹو رام مقرر کئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ لوہارو میں گولی چلنے سے ۱۸ آدمی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے ۵۷ گرفتاریاں عمل میں لائی جا چکی ہیں۔

لاہور ۱۲ اگست۔ پہاڑوں پر زبردست بارش ہونے کی وجہ سے دریائے راوی میں سیلاب آرہا ہے۔ پانی دریا کے کناروں سے باہر اچھل رہا ہے۔ شیخوپور کو جانے والی سڑک کا کچھ حصہ زیر آب ہے۔ دریا کے کنارے پر آباد دیہات پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ نہر کے کنارے بھی بہت جگہوں سے ٹوٹ گئے ہیں۔

امرتسر ۱۲ اگست۔ لیبر ریسرچ سوسائٹی پنجاب کے خلاف قانون قرار دیئے جانے کے سلسلہ میں مقامی سی۔ آئی۔ ڈی نے متعدد مقامات پر چھاپے مارے پریذیڈنٹ پنجاب سوشلسٹ پارٹی کے مکانات کی تلاشی لی گئی۔ اور کمیونسٹ مینی فسٹو کی بیس جلدیں برآمد ہوئیں۔ دیگر کئی مقامات کی تلاشی لے کر بھی بہت سا اشتراکی لٹریچر برآمد کیا گیا۔

الہ آباد ۱۱ اگست۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ خان عبدالغفار خان کو جنہیں بریلی جیل میں لایا گیا ہے۔ عنقریب رہا کر دیا جائیگا۔

موگا ۱۱ اگست۔ عین بازار میں جھٹکہ بیچنے کی دوکان کھولنے پر مسلمانوں اور سکھوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اور فساد کا خطرہ ہو گیا۔ لیکن ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مداخلت کرکے معاملہ کو دبا دیا اور فریقین میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

دہلی ۱۲ اگست۔ گذشتہ شب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کانپور نے گیارہ ڈاکوؤں کو گرفتار کیا۔ ڈاکوؤں کے قبضہ سے جو موضع شورج پور میں ڈاکہ ڈالنے کی نیت سے آئے تھے۔ دو ریوالور اور متعدد کارتوس برآمد ہوئے۔

اندور ۱۱ اگست۔ ہندی زبان کو ترویج دینے کے لئے ایک کمیٹی کی طرف سے گاندھی جی کو جو ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس میں مہاراجہ اندور نے پانچ ہزار روپیہ دیکر شمولیت کی ہے۔

بوئنس آئرز (ارجنٹائن) ۱۱ اگست ارجنٹائن پارلیمنٹ میں گوشت کی تجارت کے سلسلہ میں سرکاری تحقیقات کی بناء پر بحث ہو رہی تھی۔ کہ اچانک گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی۔ جن سے ایک ممبر ہلاک اور دو مجروح ہوئے۔

عدیس آبابا ۱۱ اگست۔ ابی سینیا کی بیس ہزار عورتوں نے گورنمنٹ سے درخواست کی ہے۔ کہ اٹلی کے ساتھ جنگ کی صورت میں وہ میدانِ کارزار میں جانے کے لئے تیار ہیں۔

وانا ۱۱ اگست۔ گرینورڈ کی کوئلہ کی کان پھٹنے کی وجہ سے ۲۶۵ مزدور اور کان کی ہلاک ہو گئے ہیں۔

حیدرآباد دکن ۱۲ اگست۔ رائچور سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ۳۰ دیہاتیوں کی ایک برات دریائے تنگ بھدرا کو عبور کر رہی تھی۔ جس وقت برات وسط میں پہونچی تو کشتی ایک ڈوبی ہوئی چٹان سے ٹکرا کر الٹ گئی۔ ۱۳ اشخاص تو تیر کر کنارے پہونچ گئے۔ مگر باقی مرد عورتیں اور بچے سب غرق ہو گئے۔

لاہور ۱۲ اگست۔ آج لاہور کے متعدد مسلم محلوں۔ انجمنوں۔ جماعتوں اور سرکردہ افراد کی طرف سے ہز ایکسی لینسی وائسرائے۔ ہز ایکسی لینسی گورنر پنجاب۔ کمشنر ڈپٹی کمشنر۔ ایگزیکٹو افسر اور صدر بلدیہ لاہور کے نام اس مضمون کے تار ارسال کئے گئے ہیں۔ کہ گوردوارہ شہید گنج میں مسجد کی جگہ جو عمارت سکھ تیار کر رہے ہیں۔ اس کی تعمیر کو روک دیا جائے۔

احمد آباد ۱۲ اگست۔ اونچی ذات کے ہندوؤں اور ہریجنوں میں اختلاف روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ اس باہمی افتراق کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندو خیال کرتے ہیں۔ کہ مرض ‌‌وبا جو وہاں کے مویشیوں میں پھیلا ہوا ہے۔ اچھوتوں کے ٹونوں کی بناء پر پھیلا ہے۔ اس بناء پر ہندو اچھوتوں پر چڑھ دوڑے اور جب وہ جانیں بچا کر بھاگے۔ تو دو میل تک ان کا تعاقب کیا اور مارا۔ معلوم اچھوت بڑی مشکل سے جان بچا کر گاؤں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔

نئی دہلی ۱۲ اگست۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ کانگریس پارلیمنٹری بورڈ سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ لالہ فقیر چند کی موت سے اسمبلی کی جو نشست خالی ہوئی ہے۔ اس کے لئے رائے زادہ ہنس راج کو نامزد کیا جائے۔

اخبار مدینہ (بجنور) کی ایک ہزار روپیہ کی ضمانت جو گذشتہ جون میں داخل کی گئی تھی۔ حکومت یوپی نے زلزلہ کوئٹہ کے متعلق ایک قابلِ اعتراض مضمون لکھنے کی بناء پر ۱۰ اگست کو ضبط کر لی۔

برلن ۱۱ اگست۔ جرمنی کے طول وعرض میں اطالیہ کے خلاف جذبۂ نفرت وحقارت پھیلا ہوا ہے حبش کے قونصل خانہ میں ہر روز ایسے چار پانچسو جرمنوں کی درخواستیں آتی ہیں جو اطالیہ کے خلاف لڑنا چاہتے ہیں۔

لاہور ۱۲ اگست۔ آج شیخ عبد العزیز صاحب مجسٹریٹ نے لدھیانہ کے ایک مسلمان شیر خان کو ۲۸ جولائی کی صبح کو مسجد شہید گنج کے کھنڈرات میں جا کر اذان دینے کی وجہ سے چھ ماہ کیلئے نیک چلن رہنے پر ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی۔ ملزم نے ضمانت ... سے انکار کر دیا۔ عدالت نے انہیں چھ ماہ قید سخت کی سزا دیدی۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر۔ غلام نبی